عورت کی عظمت قرآنِ حکیم کی روشنی میں

ڈاکٹر عابدہ پروین
شعبہ شیخ زائد اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی

ڈاکٹر عظمیٰ پروین
شعبہ اسلامک ہسٹری، جامعہ کراچی

محمد کامران خان
شعبہ سیاسیات، جامعہ کراچی

تلخیص

قرآن اسلامی ضابطہ حیات ہے۔اس مضمون میں قرآن کی روشنی میں عورت کی عظمت کا احاطہ کیا گیا ہے۔قرآنی آیات کے حوالوں کے ذریعے خواتین کی حرمتِ زندگی، حق نکاح، حق خلع، حقِ وراثت، حقِ ملازمت وتجارت، روحانی اور معاشرتی حقوق، حقِ تعلیم وتربیت اور حق نمائندگی ومشاورت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ اسلام میں خواتین کے حقوق وحرمت کی جس طرح پاسداری کی گئی ہے وہ کسی اور دین میں اتنی نہیں۔

Abstract

Islam elevated the status of women from the level of a mere chattel to the level of human being. Al-Quran' declares that men and women proceed from the same stuck, they are members of the same species, and they are born of the same parents. The Qura'n invariably calls men and women as spouses of each other, companions and helpmates. Besides, restoring women dignity, Islam bestowed women innumerable rights in almost every field of human life. The aim of this article is to explore in detail the rights bestowed to women by Islam. The study shows that rights regarding inheritance, ownership of property, marriage, dower, divorce, maintenance, acquisition of education, earning and participation in socio-political life have been dilated upon.

کلیدی الفاظ: ا۔ قرآن-عورت ۲۔حقوق وفرائض-دین

تمہید

نبی کریم ﷺ کی انقلابی جدوجہد میں خواتین شروع سے حصہ دار رہی ہیں اورانھوں نے تاریخ کا رُخ موڑنے کے لیے ہر مرحلے میں اپنا فرض سرانجام دیا ہے۔ مکہ کے سنگین ابتلاء میں وہ شریک تھیں۔ ہجرتوں میں مردوں کے ہم سفر رہیں۔ معرکے ہائے جہاد میں انھوں نے اپنا سا حصہ ادا کیا۔ بلکہ خواتین کے لیے یہ بات بہت بڑا سرمایہ فخر ہے کہ نبی کریم ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے، نبی ﷺ کی ڈھارس بندھانے اور نبی ﷺ کو پورا تعاون پیش کرنے والی ہستی بھی ایک خاتون ہی تھی یعنی حضرت خدیجہؓ حقیقت یہ ہے کہ نبی ﷺ جس ہمہ گیر اساسی تبدیلی کو رونما کرنے اٹھے تھے وہ بغیر خواتین کے تعاون کے پوری شان سے بہ مشکل ہی پیدا ہوسکتی تھی۔ گھروں کا محاذ اگر کسی جدوجہد سے بے تعلق ہو تو کام کی رفتار بے حد گر جاتی ہے نبی ﷺ کی تحریک اسلامی قربانیوں کا بھرپور خراج وصول کیا۔ ابتدائی ۳ سال کے سابقون الاولون (کل تعداد ۵۶) میں سے ۱۲ خواتین تھیں۔ ہجرت حبشہ اولیٰ ثانیہ میں بھی الترتیب ان کی تعداد ۵ ۱۷ تھی۔ بیعت عقبہ ثالثہ کی مجلس میں ۲ انصاری خواتین شامل تھیں۔ نبی کریم ﷺ سے قبل مدینہ کو ہجرت کرنے والے مہاجرین میں کم از کم ۱۰ خواتین کا شامل ہونا ثابت ہے۔

مقاصد

۱۔ غیر اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام معلوم کرنا۔

۲۔ اسلامی معاشرے میں عورت کے مقام کا تعین کرنا۔

۳۔ قرآن حکیم کی روشنی میں عورت کی عظمت کا مطالعہ کرنا۔

پس منظر

عورت کے لیے قرآن میں لفظ نساء استعمال ہوا ہے۔ جو امراءۃ کی جمع ہے۔ قرآن کریم میں عورتوں کے نام پر ایک مفصل سورۃ النساء ہے۔ انسانیت کی تکمیل اور معاشرے کی تشکیل میں عورت کے اہم کردار کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں اس کے حقوق کی حفاظت اور اس کی مراعات کا تعین فرما دیا ہے اور عورتوں سے حسن سلوک اور رواداری کا حکم بھی دیا ہے۔ اسلام نے عورتوں کو جو حقوق عطا کیے ہیں ان کی فہرست بہت طویل ہے۔ ان میں اہم حق عورتوں کو زندہ رہنے کا ملا ہے۔ اسلام

نے عورت کے وجود کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ ساری دنیا سے تسلیم کرایا۔ اسلام سے پہلے خطہ عرب کی صورت حال میں خواتین کو قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

ترجمہ:

''اور جب ان میں سے کسی ایک کو بیٹی ہونے کی خوش خبری دی جاتی تو اس کا چہرہ غصے سے سیاہ پڑ جاتا اور وہ غصے کے گھونٹ پی کر رہ جاتا، اس خوش خبری کے رنج سے وہ لوگوں سے منہ چھپاتا پھرتا آیا ذلت اٹھا کر اس کو اپنے پاس رہنے دے یا پھر اس کو مٹی میں دبا آئے سنو وہ کتنا برا فیصلہ کرتے تھے۔''[۱]

اسلام سے قبل عورت ذلت اور پستی کے اس مقام پر تھی جہاں باپ جیسا شفیق سہارا بھی اس کی جان کا دشمن بن جاتا اور اسے صحرا کی وسعتوں میں زندہ گاڑ آتا تھا اس پر ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ:

''اور جب (قیامت کے دن) زندہ دفن کی گئی بچی سے پوچھا جائے گا کہ آخر کس گناہ کی پاداش میں اسے قتل کیا گیا۔''[۲]

حقیقت یہ ہے کہ اسلام سے قبل عورت کے مقام و مرتبہ کا تصور کرنا بھی محال تھا عورت کو بہت ہی حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ عورت کی ذات اور کردار کو اس حد تک محدود کر دیا گیا تھا کہ وہ صرف مرد کی نفسانی جذبات اور خواہشات کی تکمیل کا باعث تھی۔ بچی کی پیدائش کو اپنے لیے ذلت اور رسوائی کا باعث سمجھتے تھے۔ بعض عرب قبائل تو لڑکی کو پیدا ہوتے ہی یا کچھ عرصے بعد قتل یا زندہ در گور کر دیتے تھے۔

زمانہ جاہلیت میں دختر کشی کی رسم عام تھی اور تاریخی واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ابتداء قبیلہ بنو اسد کے امراء سے شروع ہوئی تھی۔ اس کی نقل میں قبیلہ بنو ربیعہ، بنو تمیم، بنو کفیلہ کے بڑے بڑے لوگوں نے بھی اسے اختیار کر لیا اور اس کی تقلید بعد میں نچلے طبقات کے خاندانوں میں بھی فروغ پا گئی۔ سب سے پہلا شخص جس نے اپنی بیٹی کو زندہ در گور کیا وہ قیس بن عاصم تھا۔[۳] نبی کریم ﷺ سے ایک آدمی نے اپنی بیٹیوں کو زندہ در گور کرنا بیان کیا تو ارشاد خداوندی ہوا:

''اور جب زندہ دفن کی گئی بچی سے پوچھا جائے گا کہ آخر کس گناہ کی پاداش میں اسے قتل کیا گیا۔''[۴]

اسلام نے عورت کو نہ صرف زندگی بخشی بلکہ معاشرے میں عزت و وقار دے کر زندگی کا لطف دوبالا کر دیا نبی کریم ﷺ نے اپنے عمل سے بتا دیا کہ بیٹی کس قدر پیاری ہوتی ہے۔ آپ ﷺ اپنی بیٹی حضرت فاطمہ الزہرہؓ سے بے لوث محبت کرتے تھے۔

حضرت فاطمہ الزہرہؓ کو آتے دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور سر پر شفقت کا بھرا ہاتھ پھیر کر اپنی جگہ بٹھاتے تھے۔

اسلام ایک ایسا دین ہے جو حقوق العباد کو ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اور اس مذہب میں عورت کو ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ عورت خواہ ماں ہو، بہن ہو، بیوی ہو یا بیٹی ان سب کو اپنے اپنے مراتب کے لحاظ سے اسلام میں بلند مقام و درجہ دیا گیا ہے۔ اسلام میں عورت مذہبی، سماجی، ذمہ داریوں میں مرد کے برابر تصور کی گئی ہے۔ اسلام میں کسی بھی عورت کو اس کا سرپرست کسی جگہ شادی کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا ہاں مشورے دے سکتا ہے لیکن شادی صرف اور صرف عورت کی رضامندی سے ہی ہوگی۔ عورت شادی کے بعد اپنے خاندانی نام کو باقی رکھ سکتی ہے۔

اسلام سے پہلے تمام اقوام، مذاہب، قوانین یہاں تک کہ اہل کتاب کی شریعت میں بھی خواتین مظلوم حقیر اور کنیزیں سمجھی جاتی تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اپنا آخری پیغمبر بنا کر اپنے دین کی تکمیل کی تو اس وقت اس نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ کے ذریعے (جو کتاب اللہ کی عملی تشریح ہے)۔ خواتین کو وہ تمام حقوق دیئے جو مردوں کو حاصل تھے۔ سوائے ان باتوں کے جو خواتین کے مخصوص مزاج اور ان کے مخصوص نسوانی فرائض واحکام سے متعلق ہیں۔ اسلام نے خواتین کے ساتھ عزت وتکریم اور رحم وشفقت کا سلوک کیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''خواتین کی وہی عزت کرتا ہے جو شریف النفس ہے اور ان کی توہین وہی کرتا ہے جو کمینہ ہے۔''[۵]

اسلام سے پہلے اگر مختلف مذاہب میں عورتوں کے حقوق کے متعلق دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کی مال و اسباب اور چوپایوں کی طرح خرید وفروخت ہوتی تھی ان کی مرضی کے خلاف ان کی شادی کر دی جاتی تھی یا انہیں بدکاری پر مجبور کیا جاتا تھا۔ مرد ان کے مال کے وارث بن جاتے تھے مگر وہ کسی کے مال کی وارث نہیں سمجھی جاتی تھیں۔ دوسرے لوگ ان کے مالک بن جاتے تھے مگر خود انھیں کسی چیز کا حق ملکیت حاصل نہ تھا اور جو لوگ ان کے مالک تھے ان میں سے اکثر عورت کو مرد کی اجازت کے بغیر کسی چیز میں تصرف کا حق نہیں دیتے تھے۔ مگر شوہر کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ اس کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر جس طرح سے چاہے تصرف کرے۔ بعض ممالک میں یہ بحث بھی ہوتی رہی ہے کہ آیا مرد کی طرح عورت بھی جائیداد کی مالک ہے اور لازوال روح رکھتی ہے یا نہیں؟ اسے مذہبی تعلیم دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور آیا اس کی عبادت صحیح بھی ہوگی یا نہیں؟ اور آخرت میں وہ جنت میں داخل ہونے کی مستحق ہے یا نہیں؟ روم کی ایک کانگریس نے یہ فتویٰ دیا کہ عورت نجس حیوان ہے۔ اس کے اندر روح نہیں ہے اور نہ وہ فانی ہے مگر عبادت اور خدمت کرنا اس کے لیے واجب ہے اونٹ اور پاگل کتے کی طرح اس کا منہ باندھ دینا

چاہیئے تا کہ وہ نہ ہنس سکے نہ بدل سکے کیونکہ وہ شیطانی جال ہے۔[۶]

بعض شریعتیں یہ اجازت دیتی ہیں کہ باپ اپنی بیٹی کو فروخت کرسکتا ہے اس طرح بعض عربوں کے نزدیک باپ کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ اپنی بیٹی کو قتل کردے بلکہ زندہ دفن کردے بعض کے نزدیک اگر مرد عورت کو قتل کردے تو نہ اس سے قصاص لیا جائے گا نہ خون بہا (دیت) وصول کیا جاسکتا ہے۔

اسلام نے آکر عرب وعجم کی ان زیادتیوں کا خاتمہ کردیا جو انھوں نے خواتین کے حق میں روا رکھی تھیں وہ انھیں حق ملکیت سے محروم رکھتے تھے لیکن شوہر اپنی بیویوں کی جائیداد میں من مانی کاروائی کرتے تھے۔ اسلام نے خواتین کو ہر قسم کی ملکیت اور تصرف کا حق دیا مردوں کی طرح انھیں وصیت کرنے اور وارث بننے کا حق بھی دیا بلکہ ان پر یہ اضافہ بھی کیا کہ مردوں کے لیے یہ ضروری قرار دیا گیا کہ وہ مہر کی شکل میں ان کا حق زوجیت ادا کریں خواہ بیوی مالدار ہی کیوں نہ ہو مگر اس کا اور اس کی اولاد کا نان نفقہ شوہر کے ذمہ ہوگا۔ انہیں مردوں کی طرح خرید وفروخت اجارہ ہبہ اور صدقہ کرنے کے حقوق دیئے گئے ہیں اور وہ جائز طریقے سے اپنے مالی حقوق کی حفاظت کرسکتی ہیں۔ جس طرح وہ اپنی جان کی محافظ ہیں حالانکہ فرانس کی خواتین آج تک مالی اور قانونی معاملات میں اپنے شوہر کی پابند ہیں۔ بہت سے مغربی افراد اور دوسرے لوگ خواتین کو انسان نہیں بلکہ بے عقل جانور یا شیطان سمجھا کرتے تھے بعض اس کی انسانیت میں شک کرتے تھے نبی کریم ﷺ نے آکر اللہ کے اس فرمان کا اعلان کیا۔

ترجمہ:

''اے لوگوں ہم نے تمھیں مرد وعورت سے پیدا کیا ہے۔''[۷]

اس طرح ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ:

اے لوگوں! تم اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جاں سے پیدا کیا ہے۔ اور اس میں سے اس کا جوڑا بھی کیا اور دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔''[۸]

اسلام نے اپنے پیروکاروں کو عورت سے حسن ومعاشرت کی تعلیم دی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ:

''اور ان (عورتوں) سے اچھا برتاؤ کرو۔''[۹]

نبی کریم پر جو سب سے پہلے ایمان لائی وہ ایک خاتون ہی تھیں یہ آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ تھیں خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں سے نبی کریم ﷺ کی بیعت کا تذکرہ کیا ہے۔جس طرح اسلامی انقلاب کے برپا کرنے اور مذہبی فرائض کی تعلیم مردوں کو دیں تو اسی طرح آپ ﷺ عورتوں کو بھی تعلیم دیں اور ان سے ان باتوں کی بیعت بھی لیں۔قرآن کی آیت ملاحظہ ہے:

ترجمہ:

''اے نبی ﷺ جب آپ ﷺ کے پاس مسلمان عورتیں آئیں تو ان سے ان باتوں پر بیعت لیں کہ اللہ کے ساتھ وہ کسی کو شریک نہ کریں اور وہ چوری نہ کریں اور وہ بدکاری نہ کریں اور وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں اور نہ وہ بہتان کی اولاد لائیں گی۔ جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیں اور نیک باتوں میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہ کریں گی۔آپ ﷺ ان سے بیعت لیں اور ان کے لیے اللہ سے بخشش طلب کریں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔[۱۰]

قرآن کریم باضابطہ طور پر ایک جلد کے اندر جمع کیا گیا تو ایک خاتون ہی کے پاس رکھا گیا جو ام المومنین حضرت حفصہؓ تھیں ان کے پاس یہ سرکاری نسخہ قرآن کریم خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے سے لے کر خلیفہ سوئم عثمان غنیؓ کے زمانے تک رکھ دیا۔اور یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ نے ان سے یہ نسخہ لے لیا اور اسی پر بھروسہ کر کے اس کی نقلیں قرآن مجید کی مرتب کر کے مختلف شہروں میں بھیجی گئی۔

حافظ ابن قیمؒ نے ایسی بائیس (۲۲) صحابیات کا ذکر کیا ہے جو فقہ وفتویٰ میں مشہور تھیں۔صحابیات کے بعد تابعیات اور ان کے بعد بھی بنات اسلام ایسی تھیں جنھوں نے فقہ وفتاویٰ میں قابل قدر خدمات سرانجام دیں حتیٰ کہ آئمہ فقہا نے اپنی جلالت و شان کے باوجود ان سے استفادہ کیا۔[۱۱]

بعض مذاہب میں یہ خیال تھا کہ خواتین میں لافانی روح نہیں ہوتی اس وجہ سے وہ آخرت میں مومنوں کے ساتھ بہشت (جنت) میں نہیں رہیں گی یہ خیال اس بنیاد پر مبنی تھا کہ عورتوں میں دینداری نہیں ہے۔لیکن قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ فیصلہ صادر کیا۔

ترجمہ:

''وہ تمہاری آرزوؤں سے کچھ ہوگا اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں سے۔ ہر شخص برائی کرے گا اسے سزا

ملے گی اور وہ خدا کے مقابلہ میں کسی کو مالی اور مددگار نہیں پائے گا اور جو کوئی نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اگر وہ مومن ہے تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔'' [۱۲]

اسی طرح قرآن کریم میں ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہوا:

ترجمہ:

''ان کے پروردگار نے جواب میں ان سے فرمایا میں تم سے کسی عمل کرنے والے مرد یا عورت کا عمل ضائع ہونے نہیں دوں گا۔ تم آپس میں ایک ہی ہو۔'' [۱۳]

ان آیات میں صاف طور پر واضح کر دیا گیا ہے کہ عورتیں جنت میں داخل ہوں گی جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ عورتوں کو حقیر سمجھنا انھیں مردوں کے ساتھ مذہبی عبادت گاہوں اور ادبی محفلوں میں شریک ہونے اور اور دوسرے سیاسی، سماجی اور اصلاحی تحریکات میں حصہ لینے کے قابل نہیں سمجھا جاتا تھا لیکن قرآن کریم نے صاف طور پر اس مسئلے کی اس طرح سے وضاحت کی۔

ترجمہ:

''مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں یہ سب مل کر نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں انہی لوگوں پر عنقریب اللہ رحم کرے گا بے شک اللہ عزت اور حکمت والا ہے۔'' [۱۴]

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مومن عورتیں اور مومن مردوں سے ہر کام میں تعاون کرتی ہیں اس میں جنگی مدد بھی شامل ہے۔ مگر چونکہ اسلامی شریعت نے عورتوں پر جہاد فرض نہیں کیا ہے اس لیے اسلامی جنگوں میں ان کا تعاون اس طریقے سے تھا کہ وہ مجاہدوں کے لیے کھانا تیار کرتی تھیں، پانی پلاتی تھیں، زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھیں زمانہ امن وامان میں وہ مردوں کے ساتھ نماز پڑھتی تھیں، حج کرتی تھیں اور اس طرح تبلیغی سلسلے میں وہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلاتی تھیں اور برائی سے روکتی تھیں۔

حضرت زینبؓ (حضور ﷺ کی دختر) کے مدینہ میں وفات ہونے سے پہلے ایک اور واقعہ رونما ہوا۔ اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام میں عورت کے کیا حقوق تھے ابوالعاص کو اپنی بیوی حضرت زینبؓ سے محبت تھی اور زینبؓ کو ان سے محبت تھی لہذا وہ چھپ کر مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت زینبؓ کو پتہ چلا کہ وہ مدینہ چلے آئے ہیں تو فوراً مسجد میں تشریف لے گئیں اپنے پدر بزرگوار اور مسلمانوں سے کہا میں نے اپنے سابق شوہر ابوالعاص کو حق جواء (پناہ) عطا کر دیا ہے وہ

میرے جوار میں ہے۔

بدو عربوں میں حق جوار کا رواج تھا جو باہر سے آنے والے کو دیا جاتا تھا جب کسی اجنبی کو یہ حق دے دیا جاتا تو وہ مامون و محفوظ ہو جاتا۔ خصوصاً عورت جب کسی کو حق جوار دیتی تو اس کا بہت زیادہ لحاظ کیا جاتا تھا یعنی جزیرہ عرب میں عورت کا اس قدر احترام کیا جاتا تھا کہ اگر کوئی اجنبی کسی عورت کے خیمے میں چلا جاتا اور صرف اس کے خیمے کی رسی پکڑ کر پناہ مانگ لیتا تو اسے حق جواء مل جاتا تھا اگر کوئی اجنبی خواہ وہ مفرور مجرم ہی کیوں نہ ہوتا کسی عورت کے خیمے میں جا پہنچتا اور وہ عورت اس پر اپنی اوڑھنی ڈال دیتی تو وہ حق جوار والا ہو جاتا تھا اور اس کے بعد وہ اس عورت کا جار (پڑوسی) بن جاتا تھا۔ پھر کوئی بھی مرد اسے گرفتار نہ کر سکتا۔ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ زینب حق جوار عطا کر رہی ہیں تو رسول ﷺ کی طرف دیکھنے لگے کہ دیکھیں وہ کیا فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''ہاں اپنے سابق شوہر کو زینب حق جوار دے سکتی ہے میری بیٹی اس کی معاش میں مدد دے سکتی ہے مگر اس کے ساتھ ایک گھر میں نہیں رہ سکتی کیونکہ ایک مسلمان عورت ایک مشرک مرد کے ساتھ ایک گھر میں زندگی نہیں گزار سکتی۔''

بعد ازاں ابو العاص مسلمان ہو گئے اور پھر حضرت زینبؓ کے شوہر بن گئے اس عقد کے بعد حضرت زینبؓ زیادہ دنوں تک زندہ نہ رہ سکیں۔[۱۵]

اسلامی تصور میں خواتین کی حرمت زندگی کے لیے مقرر ضابطے میں

اسلام میں عورتوں کو باعزت زندگی گزارنے کے لیے قرآن مجید نے کچھ ضابطے مقرر کیے ہیں تاکہ وہ ان پر عمل پیرا ہو کر عورت اپنی زندگی کو خوشگوار باوقار اور تابناک بنا سکے۔ اپنی عزت و ناموس عفت عصمت کی حفاظت کر سکے۔

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

''اے نبی ﷺ ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ

۱۔ عورتیں اپنی نظریں نیچی رکھیں۔

۲۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں

۳۔ اپنے سنگھار کو ظاہر نہ ہونے دیں (مگر جتنا) خود بخود نمایاں ہو۔

۴۔ اپنے دوپٹے سینوں پر ڈال دیا کریں۔

۵۔ اپنی زینت ظاہر نہ ہونے دیں (مگر ہاں اپنے شوہر اور اپنے باپ پر اور شوہر کے باپ پر اپنے بیٹوں پر اور اپنے شوہر کے بیٹیوں پر اور اپنے بھائیوں پر اور اپنے بھائیوں کے لڑکوں پر اپنی بہنوں کے لڑکوں اور اپنی باندیوں پر اور ان مردوں پر جو طفیلی ہیں اور (عورت کی طرف) انہیں ذرا توجہ نہ ہو اور ان لڑکوں پر جو ابھی عورتوں کی پردہ کی بات سے واقف نہیں ہوتے۔

۶۔ عورتیں اپنے پیر زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے۔''[۱۶]

اسلام نے جس عزت ناموس، تقدس اور حرمت کے ساتھ عورتوں کو آزادی حق سے نوازا ہے اس کا مقابلہ کوئی مذہب نہیں کر سکتا۔ اسلام میں عورت کو جس نوعیت کی آزادی حاصل ہے وہ حق وراثت، حق تجارت، حق تعلیم، حق روزگار، حق شادی، حق خلع، حق عسکریت، وغیرہ ہیں۔ اسلامی قانون میں عورت کی حیثیت کے حوالے سے بہت سے امور بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ ان میں پہلا مسئلہ عورت کی گواہی سے متعلق ہے۔ کہ اسلام میں عورتوں اور مردوں کی گواہی میں فرق ہے۔ یعنی دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے۔ حدود یعنی ڈاکہ، چوری اور زنا کے معاملات میں عورت کی گواہی سرے سے معتبر ہی نہیں ہے۔ اس نقطہ نظر کے حامیوں کی یہ دلیل ہے کہ سورۃ البقرہ میں قرض کے لین دین کی دستاویز لکھنے کے بارے میں قرآن مجید نے یہ ہدایت دی ہے۔

ترجمہ:

''اس پر اپنے مردوں میں سے دو آدمیوں کی گواہی اور اگر دو مرد نہ ہو تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بنا لو۔ دو عورتیں اس لیے کہ اگر ایک الجھے تو دوسری اسے یاد دلا دے۔ یہ گواہ ایسے میں سے ہونے چاہئیں جن کی گواہی تمہارے درمیان مقبول ہو۔''[۱۷]

اسلام کے مطابق مرد و عورت میں عقل و دین کا اعتبار سے اصلاً کوئی فرق نہیں دونوں کے حقوق و فرائض آپس میں ہم مرتبہ و ہم پلہ ہیں سورۃ البقرۃ کی اس آیت کی اصل روح یہ ہے کہ جس معاملے میں بھی کسی فریق کو عام طور پر زیادہ سروکار نہ ہو وہاں اس کے ساتھ بطور مددگار مزید گواہ بھی مقرر کر دینے چاہئیں۔ اس آیت کا تعلق صرف دستاویزی بشارت سے ہے کسی واقعے یا جرم کے متعلق شہادت کا اس سے کوئی سروکار نہیں۔ جہاں تک شہادت کے احکام کا تعلق ہے۔ یہ احکام قرآن مجید میں آٹھ مقامات پر آئے ہیں ان میں سات مقامات میں عورت و مرد کی کوئی تشخیص نہیں یہ سات مقامات سورۃ نساء آیت ۶ سورۃ نساء آیت ۱۵۔ سورۃ مائدہ ۱۰۶، سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۰۷، سورۃ نور آیت نمبر ۵، سورۃ نور آیت نمبر ۹، سورۃ طلاق آیت نمبر ۲۔

لیکن بعض معاملات جن میں مرد وعورت کے درمیان گواہی میں کوئی فرق نہیں انتہائی سنجیدہ معاملات میں صرف ایک مقام یعنی سورۃ البقرہ ۲۸۳ میں ایک خاص معاملے میں مرد وعورت کے درمیان فرق کیا گیا ہے اس سورۃ البقرہ آیت ۲۸۲ میں بنیادی طور پر اس معاملے سے بحث کی گئی ہے کہ جب سوسائٹی کے اندر دو افراد آپس میں قرض کا لین دین کریں تو اس کی دستاویز لکھ لینی چاہئے اور یہ دستاویز پر دو مرد گواہ بنائے جائیں۔ یہ گواہ پسندیدہ اور قابل اعتماد ہونے چاہئے اگر مرد موجود نہ ہوں بلکہ ایک ہی مرد موجود ہو تو اس ایک مرد کے ساتھ دو عورتوں کی گواہی بھی لے لی جائے تاکہ ایک عورت الجھن میں پڑ جائے تو دوسری اسے یاد دلائے۔

حق نکاح

عورت کو اسلام نے یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنی پسند کی شادی کر سکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیوہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اور نہ کنواری کا اس کی اجازت کے بغیر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا! یارسول اللہ کنواری کی اجازت کس طرح معلوم کی جائے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔ اگر کنواری انکار کرے تو جبراً اس کا نکاح جائز نہیں ہے۔''[۱۸] درج بالا حدیث سورۃ بقرہ آیات ۲۳۲ اور ۳۴ کی بالکل واضح تشریح کر رہی ہے اور واضح طور پر بتا رہی ہے کہ بیوہ عورت اور کنواری دونوں کی اجازت ان کے نکاح کے معاملے میں فیصلہ کن ہے کیونکہ قرآن مجید کے مطابق نکاح ایک آزادانہ پختہ معاہدہ ہے۔ جو بنیادی طور پر دو ذی عقل اور معاملہ فہم مرد وعورت کے درمیان وجود میں آتا ہے وہی دونوں اکھٹے زندگی گزارتے ہیں اور وہی تمام ذمہ داری قبول کرتے ہیں اس لیے یہ لازم ہے کہ اس پختہ معاہدے کی انجام دہی میں دونوں کو آزاد تسلیم کیا جائے۔ عورتوں کو ذریعہ معاش اختیار کرنے کا حق دیا گیا ہے۔

ایک کنواری لڑکی نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کیا میرے ماں باپ نے میری رضامندی کے بغیر میرا نکاح کر دیا ہے آپ ﷺ نے اس کو چھوڑنے کا اختیار دیا۔[۱۹]

نبی کریم ﷺ نے زمانہ از نبوت میں تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا حضرت خدیجہؓ نے جب آپ ﷺ کو اپنا مال تجارت دیا چونکہ حضرت خدیجہؓ ایک مالدار خاتون تھی آپ ﷺ کی خدیجہ سے شادی کے بعد کی معاشی حیثیت کافی مضبوط ہوگئی تھی یہ الگ بات ہے۔ حضرت خدیجہ کا سرمایہ محض معاشی تقویت کے بجائے دعوت ونشر اسلام کے لیے صرف ہوا۔ طبری نے لکھا کہ جب نزول وحی پر آپ ﷺ گھبرائے تو خدیجہ نے تسلی دی اس تسلی میں فقیروں کی دستگیری اور بیواؤں کی خدمت کا ذکر بہت نمایاں ہے۔[۲۰]

حق خلع

قرآن مجید نے سورۃ البقرہ میں عورتوں کو طلاق لینے کا حق دیا ہے۔اور اس سلسلے آیات نمبر ۲۲۸ تا ۲۳۱ ہیں اس حق کو بعض روایات میں خلع بھی کہا گیا ہے اگر عورت اس نتیجے تک پہنچ جائے کہ مرد کے ساتھ اس کا نباہ ممکن نہیں ہے تو وہ اپنے شوہر سے مطالبہ کرے کہ وہ اسے طلاق دے دے ایسی صورت میں خاوند کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے گا۔

ترجمہ:

''پس اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود قائم نہ رکھ سکیں گے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ بیوی کچھ بدلہ دے کر آزادی حاصل کرے۔''[۲۱]

واضح رہے کہ مرد جب اپنی بیوی کو طلاق دے گا تو اسے حق مہر واپس نہیں دے گا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ:

اور تمہارے لیے (شوہروں کے لیے) جائز نہیں کہ جو (حق مہر) تم انہیں (اپنی بیویوں) کو دے چکے ہو اس میں سے بھی واپس لے لو۔''[۲۲]

حق وراثت

اسلام نے عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق عطا کرتے ہوئے وراثت کا حق بھی عطا کیا ہے۔

ترجمہ:

''اور ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکے میں خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ لڑکیوں کا بھی حصہ ہے اور یہ اللہ کی طرف سے مقرر ہیں۔''[۲۳]

والدین کے مال میں وراثت کا حق

تمہاری اولاد سے متعلق اللہ کا یہ تاکیدی حکم ہے کہ ترکے میں لڑکے کے لیے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے اگر اکیلی لڑکی ہو تو اسے ایسے آدھا ترکہ ملے گا اور ماں باپ میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملے گا بشرطیکہ وہ اپنے پیچھے اولاد بھی چھوڑے۔[۲۴]

شوہر کے مال وراثت میں حق

''اور تمہاری ترکہ میں سے تمہاری بیویوں کا ایک چوتھائی حصہ ہے اگر تمہاری کوئی اولاد نہیں۔ اگر تمہاری اولاد بھی ہوتو تمہارے ترکے میں سے ان کا حصہ آٹھواں ہے یہ تمہاری وصیت کی تعمیل اور تمہارے فرض (ادائیگی) کے بعد ہوگی۔''[۲۵]

عورت کے روحانی حقوق

اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیئے ہیں اس میں عورت کے روحانی یعنی مذہبی حقوق بھی شامل ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ:

''اور جو کوئی نیک عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ایسے ہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور انکے حق میں ذرہ برابر بھی حق تلفی نہیں کی جائے گی۔''[۲۶]

اس آیت میں اس بات کی نشاندہی کر دی گئی ہے کہ جنت کے حصول کے لیے جنس کی کوئی شرط نہیں ہے بلکہ جو کوئی بھی مرد یا عورت ایمان کی حالت میں نیک عمل کرے گا اسے اللہ تعالیٰ جنت عطا کرے گا۔

عورت کے معاشرتی حقوق

اسلام نے عورت کو معاشرتی اور سماجی لحاظ سے بھی کئی حقوق عطا کیے ہیں۔ اسے معاشرے میں مہذب اور باوقار مقام عطا کیا ہے کیونکہ اسلام سے پہلے عہد مسیحی میں جب شرک کا دور دورا تھا اس وقت بچیوں کو زندہ درگور کرنے کا رواج عام تھا گو کہ بیٹیوں کی پیدائش کو ذلت کا باعث گردانتے تھے اور بیٹیوں کے پیدا ہونے پر انہیں درگور کر دیا کرتے تھے اس وقت اسلام نے ہی رحمت بن کر عورت کو جان وعزت وناموس کی حفاظت فراہم کی اور بیٹیوں کے قتل کرنے کی روایت کا خاتمہ کیا۔[۲۷]

اسلام میں مرد اپنی آمدنی اور عورت اپنی آمدنی سے فائدہ اٹھا سکتی ہے یعنی عورت کو تجارت کرنے اور اس سے حاصل ہونے والے نفع سے فائدے اٹھانے کا حق دیا گیا ہے ارشاد ربانی ہے:

''عورت کے لیے وہ حصہ ہے جو وہ کمائیں۔''[۲۸]

حق ملازمت وتجارت

نا گزیر وجوہات کی بناء پر جائز طریقے سے عورت روزی کما سکتی ہے اور تجارت بھی کرسکتی ہے مگر پردہ کے ساتھ۔ حضرت خدیجہؓ صرف اسما بنت ابوبکرؓ بھی تجارت اور حضرت سودہؓ رباعت کا کام کرتی تھیں۔

حق مہر

حق مہر سے مراد وہ رقم ہے جو حقوق زوجیت کے عوض مرد کے ذمہ عائد ہوتی ہے۔ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ:

''اپنی بیویوں کا حق مہرادا کرنا تم پر فرض ہے''[۲۹]

حق مہرایک ایسا حق ہے جو دنیا کے کسی مذہب کسی قانون اور کسی معاشرے نے عورتوں کو نہیں دیا یہ صرف اسلام میں ہے جس نے عورت کے اس حق کو قائم کیا اور اس کی ادائیگی شوہر کے ذمہ ایسی ہی لازمی رکھی جیسی کہ کسی قرضے کی ادائیگی ہوتی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ:

''عورتوں کو ان کا مہر خوشی خوشی ادا کرو اور اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے تم کو کچھ چھوڑ دیں تو اس کو کھاؤ۔''[۳۰]

تعلیم وتربیت کا حق

اسلامی تعلیمات کا آغاز اقراء سے کیا گیا ہے اور علم کو شرف انسانیت اور شناخت پروردگار کی اساس قرار دیا گیا ہے۔

ترجمہ:

''اے نبی ﷺ پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا۔اس نے انسان کو رحم مادہ میں جونک کی طرح) متعلق وجود سے پیدا کیا۔ پڑھیے اور آپ ﷺ کا رب بڑا ہی کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔جس نے انسان کو (اس کے علاوہ بھی) وہ کچھ سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔''[۳۱]

نبی کریم ﷺ نے عورتوں کی تعلیم وتربیت کو اتنا ہی اہم اور ضروری قرار دیا ہے جتنا مردوں کی۔اسلامی معاشرے میں یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ کوئی شخص لڑکی کو لڑکے سے کم درجہ دے کر اس کی تعلیم وتربیت نظر انداز کر دے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

> ''اگر کسی شخص کے پاس ایک لونڈی ہو پھر وہ اسے تعلیم دے اور یہ اچھی تعلیم ہو اور اس کو آدابِ مجلس سکھائے اور یہ اچھے آداب ہوں۔ پھر آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس شخص کے لیے دوہرا اجر ہے۔''[۳۲]

یعنی اجر تو ایک اس بات کا کہ اس نے اچھی تعلیم وتربیت کی ہے اور اچھے آداب سکھائے اور دوسرا اجر اس امر کا کہ اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا اور اس طرح اس کا درجہ بلند کیا۔اس سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ اسلام اگر باندیوں تک کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کو کارِ ثواب قرار دیتا ہے تو وہ آزاد لڑکیوں کو تعلیم سے محروم کو کیونکر گوارا کر سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

> ترجمہ: ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے۔''[۳۳]

پارلیمنٹ میں نمائندگی کا حق

حضرت عمر فاروقؓ نے مختلف امور میں خواتین سے مشاورت کی۔مسائل کی آگہی کے لیے رات کو گشت میں عورت کے اشعار سنے جو شوہر کی جدائی میں کہہ رہی تھی تو اس کا ام المومنین حضرت حفصہؓ سے مشورہ کیا اور ان کے مشورہ سے مجاہدین کی گھر سے دور مدت زیادہ سے زیادہ چار ماہ مقرر فرمائی۔آپ کی مجلس شوریٰ میں خواتین کو بھی نمائندگی حاصل تھی عورتوں کے مہر کی مقدار معین کرنے پر رائے لی تو عورت نے کہا یہ حق اللہ کا ہے تو آپ نے بحث کے بعد کہا! عورت نے صحیح بات کی اور مرد نے غلطی کی۔[۳۴]

غرض یہ کہ عورت اکسیری حیثیت کی مالک ہوتی ہے اور کسی بھی معاشرے کے عروج و زوال میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے اس لیے نہ اس کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کا غلط استعمال ہو سکتا ہے بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک انتہائی کارآمد اور فعال ہستی کو اس کے حقیقی اور تعمیری حدود میں برسرکار اور مشغول رہنے دیا جائے۔اسلام چونکہ ایک فطری اور خالص دینِ الٰہی ہونے کی وجہ سے عورت کو اس کا جائز حق ادا کرتا ہے اور اسے تعمیرِ انسانیت کے سلسلے کا ایک ضروری اور لازمی رکن قرار دیتا ہے۔ اس لیے اس کو فطری راستے پر گامزن ہونے کی دعوت بھی دیتا ہے۔[۳۵]

حاصلِ مطالعہ

اسلام کی تاریخ درخشاں روایات کی امین ہے۔ روز اول سے اسلام نے عورت کو مذہبی، سماجی، معاشی، معاشرتی، قانونی، آئینی، سیاسی اور انتظامی کردار کا نہ صرف اعتراف کیا بلکہ اس کے جملہ حقوق کی ضمانت بھی فراہم کی لیکن المیہ یہ ہے کہ آج مغربی اہل علم جب بھی عورتوں کے حقوق کی تاریخ مرتب کرتے ہیں تو اس میں اسلام کی تاریخی خدمات اور بے مثال کردار کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ غرض یہ کہ اسلام نے عورت کو ہر سطح پر تحفظ اور عزت واحترام عطا کیا ہے۔ جس کی مثال ہمیں کسی دوسرے نظام میں نہیں ملتی ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کمزور طبقات کے حقوق کے تحویل کے لیے نبی اور رسول مبعوث ہوئے۔ حضور ﷺ کی سیرت طیبہ خواتین کے حقوق کے تحفظ میں رول ماڈل کی حیثیت رکھتی ہے۔ قبل از اسلام عورتوں کو مکمل انسان کی حیثیت حاصل نہ تھی۔ سنت رسول اکرم ﷺ اسلامی قانون کے مصدر کی حیثیت سے نہ صرف انسانوں کے حقوق کا تحفظ کرتی ہے بلکہ قوانین کو اختیارات بھی فراہم کرتا ہے۔ سنت رسول ﷺ میں کمزور لوگوں اور خواتین کے حقوق کو طاقت اور مراعات یافتہ طبقات کی ذمہ داری قرار دیا گیا۔ دور رسالت میں خواتین کو اختیارات تفویض کرنے کے عمل میں تعلیم نسواں، خاندانی امور میں خواتین کا کردار، خواتین کے سیاسی حقوق اور خواتین کی اقتصادی خود انحصاری اور ملازمت وغیرہ جیسی جہتیں شامل ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ موجودہ دور میں خواتین کے حقوق کی فراہمی کا جائزہ، قرآنی احکامات کی روشنی میں لیا جائے۔ قرآن پاک نے عورت کی حقیقت اور حیثیت کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ رسول خدا ﷺ نے اپنے عمل کے ذریعے بتایا کہ عورت چاہے ہم مذہب ہو یا غیر مذہب، بہن، بیٹی یا ماں ہو اسے بحیثیت انسانی حقوق حاصل ہیں اور اسلام نے اس کے بنیادی حقوق کو متعین کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عورت کو پہلا بنیادی حق زندہ رہنے کا دیا ہے۔ عورت کی عظمت کا ضامن قرآنِ حکیم ہے۔

حوالہ جات

۱۔ القرآن، سورۃ النحل، آیت نمبر ۵۸-۵۹

۲۔ القرآن، سورۃ التکویر آیت نمبر ۸-۹

۳۔ ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، محسن انسانیت اور انسانی حقوق، صفحہ ۲۹۹، دارالاشاعت کراچی۔

۴۔ القرآن،سورۃ التکویر آیت ۸-۹

۵۔ حافظ ابوالقاسم علی بن حسین شافعی المعروف بابن عساکر "تاریخ دمشق الکبیر" مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ

۶۔ سید محمد رشید رضا ''الوحی المحمدی'' کتاب منزل لاہور، ص۴۴۰۔۴۴۱

۷۔ القرآن سورۃ الحجرات، آیت نمبر۱۳

۸۔ القرآن سورۃ النساء، آیت نمبر۱

۹۔ القرآن سورۃ النساء، آیت نمبر۱۹

۱۰۔ القرآن سورۃ الممتحنۃ آیت نمبر۱۲

۱۰۔ القرآن سورۃ النساء، آیت ۱۲۳-۱۲۴

۱۱۔ حافظ ابن قیمؒ، ''دار المعاذ''، مطبوعہ البابی واولادہ معہ ۱۳۶۹ھ

۱۲۔ القرآن سورۃ النساء، آیت نمبر۱۲۳-۱۲۴

۱۳۔ القرآن سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۹۵

۱۴۔ القرآن سورۃ التوبہ، آیت نمبر۷۱

۱۵۔ محمد یحییٰ خان، تالیف وتدوین ''پیغمبر اسلام غیر مسلموں کی نظر میں''، نگارشات پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۱ء

۱۶۔ القرآن سورۃ النور، آیت نمبر۳۰-۳۱

۱۷۔ القرآن سورۃ البقرہ، آیت ۲۸۲

۱۸۔ امام محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری ''الکتاب النکاح باب لاینکی لاب وغیرہ البکر والشیب الامناھا''، جلد دوئم، ص ۱۳۵

۱۹ امام ابوداؤد، سنن ابوداود ''کتاب النکاح باب فی البکر یروجھا ابوھا''، جلد دوئم ص ۵۷۶

۲۰۔ امام محمد بن سعد ''الطبقات الکبریٰ'' مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸، ص ۱۳۰/علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبریؒ "تاریخ طبری" دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۰۷ جلد دوئم، ص ۴۷

۲۱۔ القرآن سورۃ البقرہ، آیت ۲۲۹

۲۲۔ القرآن سورۃ البقرہ، آیت ۲۲۹
۲۳۔ القرآن سورۃ النساء، آیت نمبر ۷
۲۴۔ القرآن سورۃ النساء آیت نمبر ۱۱
۲۵۔ القرآن سورۃ النساء، آیت ۱۲
۲۶۔ القرآن سورۃ النساء آیت نمبر ۲۱
۲۷۔ مجیب رام پوری ''عورت نامہ''، لاہور، ملک بک ڈپو، ۱۹۹۱ء ص ۸۸
۲۸۔ القرآن، سورۃ النساء آیت نمبر ۳۲
۲۹۔ القرآن سورۃ النساء آیت نمبر ۲۴
۳۰۔ القرآن، سورۃ النساء آیت ۴
۳۱۔ سورۃ العلق آیت نمبر ۱-۵
۳۲۔ صحیح بخاری" امام محمد بن اسماعیل رقم حدیث ۲۸۴۹
۳۳۔ ابن ماجہ ''السنن المقدم باب فضل'' اعلاج ارقم ۲۲۱
۳۴۔ شیخ محمد علی شوکانی ''نیل الاوطاز'' اکلیات الزویہ، ۱۳۹۸ھ، جلد ۶، ص ۱۷۰
۳۵۔ مولانا تقی عثمانی، ''یورپ میں آزادی نسواں کے نقصانات''، ص ۴۴۸

ڈاکٹر عابدہ پروین بحیثیت اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ شیخ زائد اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی میں خدمات انجام دے رہی ہیں۔

ڈاکٹر عظمٰی پروین بحیثیت اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامک ہسٹری، جامعہ کراچی میں خدمات انجام دے رہی ہیں۔

محمد کامران خان بحیثیت اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ سیاسیات میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔